رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر ہوں

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ✣ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۵۸ | مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء | مطابق ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اچھی ہے۔ حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔ صرف ضعف اور کسی قدر کھانسی باقی ہے۔

خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ اور جماعت کو تبلیغ احمدیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ مفصل خطبہ انشاء اللہ آئندہ درج ہوگا۔

حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب دعا فرماویں۔

نظم

بحضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(از مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ)

ہمہ آفتاب آنکہ چو ذرۂ لب او فتم سر راہ تو
کہ چوں اختر اوج گردشوم بسر فلک ز نگاہ تو

تو ولی عہد امامتی سر بخت تاج کرامتی
شہ زیب تخت خلافتی امنائے وحی سپاہ تو

چو شدت بکنج زلم وطن بنواز و طرح دگر فگن
عوض خیال ز چشم من بوطن درآ ہمہ راہ تو

سر مصحف است تو ید تو خرد و حواس بقید تو
دل بید لاں شدہ صید تو سر زلف و چشم گواہ تو

قدمت براوج نہادہ شد کہ سوار طور پیادہ شد
بحضیض جاہ نتادہ شد فلک از بلندی جاہ تو

ز جلال ظل محمدی ز جمال مشہد احمدی
ز کمال محمود احمدی ہمہ بودہ چشم براہ تو

ز جنون بظلمات ابد سحرے ز نور ازل دمد
بشارق خرد آورد بر وجین زلف سیاہ تو

نہ قلم بنقل و درایتے شب و روز مبدء و غایتے
سخن از صریح و کنایتے بدماندہ شاہد بگاہ تو

بہ بہشت وصل و جحیم غم بردم کہ ہر دو بود بہم
نہ باختیار گزیدہ ام رہ پلصراط نگاہ تو

ز خلافت است قبائے تو لیمکنن ردائی
لیبدلن حلائے تو ولینصرن کلاہ تو

چو غبار ہمرہ کارواں برسم بمنزل قادیاں

وہ قادیاں! کنعان توئی کہ کشش اخوان توئی
چہ نخست از رحمٰن توئی کہ زچاہ برشدہ ماہ تو
زفلک بلند زمیں توئی مہ و مہر زیر نگیں توئی
چہ عجب بہشت بریں توئی ہمہ طوبیٰ است گیاہ تو
دل مبتلائے غم و محن بشتاب دلِ طرح جنون فگن
نفسے بیاد مسیح زن کہ منارہ برکند آہ تو
رخت و بساط خلافتے کہ نہ زاسپ تازی آگفتہ
نہ زپیل چرخ مخالفتے کہ نہد پیادہ بشاہ تو
غذ فتا تراچو گہر کند کفِ خاک راہمہ زرکند
شہِ کیمیا نظر ار کند نگہے بحالِ تباہ تو
برساں بہانہ بغاوتے کہ برآ زنار عداوتے
زنخست ابا است شقاوتے رہ تست تہلکہ خواہ تو
تو معاذ پیغمبری و صلح بیضا مے آوری
بعداہنت سر خود سری ستم است قبلہ بیاہ تو
نزدی بہیچ دیں قدم کہ شدہ ست قبلات ایں شکم
تو صنم پرستی و ہم صنم کہ سوئے تست الہ تو
زجمال صورتش آختر ابجمال معنی حق گرا
نہ زمیں بعالم جاں برآ زنگاہ تست گناہ تو
زدمت اگر شگفد چمن بثبت اگر بجز وطن
دم مسیح فضل عمر بزن! کہ شود دم تو گناہ تو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب
رشتہ ناطوں کے متعلق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
عزیزی اخویم مرزا محمود بیگ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آج کی ڈاک میں آپ کا خط مجھ کو ملا ۔ اور اول سے آخر تک پڑھا گیا ۔ درحقیقت لڑکیوں کے معاملات میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں ۔ اگر لڑکا لائق اور نیک چلن اور خوش قسمت نہ ہو ۔ تو لڑکی کے لئے مصیبت کے ایام پیش آجاتے ہیں ۔ ایک کم حیثیت کے آدمی سے جو کمپونڈر ہونے کی لیاقت رکھتا تھا ۔ ناطہ ہونا لڑکی سے بڑی سختی ہے ۔ تنگی رزق میں تمام عمر دوزخ کی طرح گذرتی ہے ۔ یہ بہتر ہو گا کہ کوئی لائق لڑکا تلاش کیا جائے ۔ میں بھی اس فکر میں ہوں ۔ کہ اپنی اولاد کا کسی جگہ ناطہ کردوں ۔ مگر میرے لڑکے بہت چھوٹے ہیں ۔ ایک کا اب گیارھواں برس شروع ہوا ہے ۔ دوسرے کا ساتواں جاتا ہے ۔ تیسرے کا پانچواں شروع ہوا ہے ۔ علاوہ اس کے مجھے اپنی اولاد کے لئے یہ خیال ہے ۔ کہ ان کی شادیاں ایسی لڑکیوں سے ہوں ۔ کہ انھوں نے دینی علوم اور کسی قدر عربی اور فارسی اور انگریزی میں تعلیم پائی ہو ۔ اور بچے گھروں کے انتظام کرنے کے لئے عقل اور وضع رکھتی ہوں ۔ سو یہ سب باتیں کہ علاوہ اور خوبیوں کے یہ خوبی بھی ہو ۔ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں ۔ پنجاب کے شریف خاندانوں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف اسقدر توجہ کم ہے کہ وہ بیچاریاں وحشیوں کی طرح نشوونما پاتی ہیں ۔ اگر قوم کا پاس نہ ہو ۔ تو بعض لائق اور شریف جوان ہماری جماعت میں موجود ہیں ۔ جن سے ایسا تعلق ہو جانا نہایت خوش قسمتی ہے ۔ یہ قومیں جیسے مثلاً جٹ ۔ ارائیں اپنے طور پر شریف ہیں ۔ اور بہت سے با اقبال آدمی ان میں پائے جاتے ہیں ۔ مگر افسوس کہ بڑی قوم کے آدمی ان لوگوں کو اپنی لڑکیاں دینا نہیں چاہتے ۔ چنانچہ یہ تجربہ ہو چکا ہے ۔ کہ بعض آدمی رشتہ کو قبول کر کے جب سنتے ہیں ۔ کہ فلاں شخص فلاں ذات کا ہے ۔ تو پھر منحرف ہو جاتے ہیں ۔ اور مردوں کی طرف سے جو جوان اور تعلیم یافتہ ہیں ۔ یہ شرط ہوتی ہے ۔ کہ جس لڑکی سے ان کی شادی کی تجویز کی جاوے وہ خوبصورت ہو ۔ عقلمند ہو ۔ باسلیقہ ہو ۔ چنانچہ حال میں ہی یہ اتفاق پیش آیا ہے ۔ کہ بعض اپنے لائق نوجوان تعلیم یافتہ دوستوں کی کسی جگہ ناطہ کی تجویز کی گئی ۔ اور پھر انھوں نے اپنے طور پر جاسوس عورتیں بھیج کر لڑکی کو دکھلایا ۔ اور جس جگہ شکل صورت اور لیاقت اور فہم ان کی مرضی کے موافق ثابت نہ ہوئے ۔ اس جگہ انھوں نے انکار کردیا ۔ یہ مشکلات پیش آجاتی ہیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ ہر ایک مشکل کشائی پر قادر ہے ۔ آپ کو مناسب ہے ۔ کہ کبھی کبھی دو تین ہفتہ کے لئے ہمارے پاس قادیان میں آجایا کریں ۔ کیونکہ صحبت میں علمی ترقی ہوتی ہے ۔ بلکہ اکثر آنا چاہیئے ۔ اسمیں بہت برکت اور فائدہ ہے ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد ۔ ۶ر جون ۱۸۹۹ء

امریکہ کا خط
چار نو مسلم

دعوتیں قبول اس خبر کو سنکر کہ عاجز ہندوستان جانیوالا ہے ۔ بہت سے دوستوں کی طرف سے دعوتیں آئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔ بابو اکبر علی صاحب لکھتے ہیں کہ کراچی کے راستہ آؤ ۔ اور راستہ میں میرے پاس ٹھہرو ۔ عزیز بابو محمد شفیع صاحب قریشی میانوالی سے ایسا ہی لکھتے ہیں ۔ عزیز بابو محمد اسمٰعیل صاحب کلرک ڈاک خانہ امرتسر کی خواہش ہے کہ امرتسر کے اسٹیشن پر ان کی دعوت کھائی جائے ۔ امرتسر تو بہرحال راستہ میں آئے گا ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے ۔ اور زندگی میں وہاں جانا نصیب میں ہے ۔ بابو عبد الغنی صاحب بھروچ احاطہ بمبئی سے دعوت دیتے ہیں ۔ ایسا ہی اور بھی بعض احباب کی خواہش ہے ۔ مگر سچ تو یہ ہے ۔ کہ ساحل ہند پر پہنچ کر سب سے پہلی کشش جلد سے جلد دیار محبوب میں پہنچنے کی ہو گی ۔ اور راستہ میں کہیں ٹھیرنا مشکل ہو گا ۔ بہرحال پیاروں کی محبت کا مشکور ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کا اجر قائم ہو چکا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اے خدا جس نے صادق سے پیار کیا ۔ تو آپ اس سے پیار کر ۔ یہ میرا روزانہ وظیفہ ہے ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جس ابتلاء کی پہلے میں نے خبر دی تھی ۔ کہ ایک شریر عورت نے تعصب ہی کے سبب ہمارے مشن کو یوں بدنام کرنا چاہا تھا کہ ہم عیسائیوں کی لڑکیوں کو ان کے گھروں سے بھگانا چاہتے ہیں وہ ابتلا دور ہوا ۔ حکام پر ہماری صداقت اور صفائی روشن ہو گئی ۔ اور مقدمہ عدالت میں نہیں گیا بلکہ ابتدائی تحقیقات میں ہی داخل دفتر ہو گیا ۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ و احباب کرام کی دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کیا ۔ اور ناحق کی کشمکش اور حرفہ سے بچاؤ ہو گیا ۔ فالحمد للہ ۔

جلسہ ۳ر دسمبر ۱۹۲۲ء اتوار صبح کے جلسہ میں قریباً ۵۰ آدمی تھے ۔ چار اصحاب کلمہ شہادت پڑھ کر اور عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی مسلمان بنے + محمد صادق عفا اللہ عنہ امریکہ ۳ر دسمبر ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ جنوری ۱۹۲۳ء

ہم خدا کے فضل سے قبر پرست نہیں

تشابهت قلوبهم کے ماتحت ضروری و لابدی امر ہے کہ جو ”اہلحدیث“ میں چھپے۔ اس کا چربہ پیغام میں بھی آئے پس کوئی تعجب نہیں۔ اگر پیغام میں بھی وہی الزام بے سوچے سمجھے لگایا جائے۔ جو ان کے پیشرو ابن خضر جو نے ہم توحید پرستان اسلام پر لگا کر اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ پیغام میں جو سگنل ہو چکا تھا۔ اور جو انگلی ایک پشاوری لہجہ والے نے دکھائی تھی۔ اس کا تاثر اگر امیر القوم کے خسر معظم قبول نہ کرتے۔ تو اور کون کرتا۔ اے کاش! تؤزهم ازا کے مورد انما نعد لهم عدا بھی پڑھ لیتے۔

لکھنے کو تو ”الفضل میں قبر پرستی کی تعلیم“ کا عنوان لکھ دیا مگر میں جناب ڈاکٹر صاحب بہادر سے بادب ملتجی ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر ”قبر پرستی“ کے معنے تو پہلے از روئے شریعت اسلامیہ بیان فرمالیں۔ اور پھر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے اپنے زخرف القول سے بزعم پیام کو گرمائیں

فرد جرم کے جو دلائل آپ نے نامہ اعمال میں حوالہ قلم بطالت رقم فرمائے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ وہ اسقدر بودے اور رکیک ہیں کہ آپ جیسے ”بزرگ“ کی طرف منسوب ہوتے دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔

خیر سے اس کی بسم اللہ ایک افترا سے کی گئی ہے جو یہ کہ الفضل میں قبر پرستی کی تعلیم عنوان دیکر پہلا فقرہ یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے میری قبر کی مٹی تک نہیں چھوڑنی“ اس فقرہ کا اثر جو اس کے ہر پڑھنے والے پر ہوتا ہے۔ یہی ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ الفضل والوں نے میری قبر کی مٹی تک نہیں چھوڑنی۔ حالانکہ یہ محض افترا ہے۔ بکواس ہے۔ جھوٹ ہے۔ بہتان ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ہرگز الفضل والوں کے حق میں ایسا نہیں فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نام سے افترا آپ کا خاندانی مابہ الامتیاز ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب ایسے کئی حوالے دیئے چکے ہیں۔ جن کا نام و نشان بھی حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں نہیں ملتا۔ اور میں بار ہا بسط سے کر چکا ہوں۔ مگر آپ ہیں مردے جہاندیدہ۔ اس لئے اتنی احتیاط کر لی ہے۔ کہ یہ زبانی روایت کر دی۔ جس پر میں نہایت انشراح صدر سے لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتا ہوں۔ ”فرمایا کرتے تھے“ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ گویا حضرت مسیح موعود کے قدموں میں بیٹھے رہتے تھے۔ حالانکہ آپ کو بہت کم موقعہ ملا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک بار بھی یہ فقرہ حضور کی زبان وحی ترجمان سے نہیں سنا۔

دوسری بات آپ نے یہ لکھ دی۔ کہ ”حضور کی قبر کی مٹی قادیان میں بعض مستورات شفاء امراض کے لئے استعمال کرتی ہیں“ اور پھر خود ہی کہنا پڑا ہے کہ یہ صحیح ہو یا غلط۔ کیا میں اس موقعہ پر ایک حدیث کا ٹکڑا نذر کر سکتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ نامعلوم آپ کو کون خبریں پہنچاتا ہے۔ جن پر آپ کو مخواہ مخواہ اعتبار کر کے کل ما سمع کا مصداق بننا پڑتا ہے۔

تیسری بات جو آپ نے ہماری قبر پرستی کی دلیل ٹھہرائی ہے۔ وہ میرا یہ فقرہ ہے:۔ ”وہ روضہ مطہرہ جس میں خدا کے برگزیدہ کا جسم مدفون ہے۔ جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا“ اس پر آپ لکھتے ہیں ”حضرت صاحب کی قبر پر حاضر ہو کر سلام کرنا گویا سنت نبوی ہے۔ یا افضل الرسل کے سلام بھیجنے کا یہ منشاء ہے۔ کہ جب حضرت صاحب فوت ہو جائیں۔ تو ان کی قبر کو سلام کیا کرو“ ناظرین نے میرا فقرہ بھی پڑھ لیا۔ اور جو حاشیہ بزرگ ڈاکٹر نے چڑھایا۔ وہ بھی دیکھ لیا۔ اُف کس قدر افترا پرداز قلم ہے جسے اپنی عاقبت کی اتنی بھی فکر نہیں جتنی دیو سماج کے گورو بھگوان کو۔ کیا میرا یہ قصور ہے کہ میں نے ”روضہ مطہرہ“ لکھا۔ کیا میرا یہ جرم ہے کہ میں نے ”خدا کا برگزیدہ“ لکھا۔ کیا میرا یہ گناہ ہے۔ کہ میں نے نبی کریم کی ایک حدیث کا ترجمہ لکھ دیا۔ آخر کچھ تو کہو۔ کہ میں نے کونسا ناقابل معافی جرم کیا۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کیا مقبرہ میں جا کر السلام علیکم یا اہل القبور کہنا یعنی قبر والے کو سلام شرک ہے؟ قبر پرستی ہے؟ اگر یہ شرک ہے۔ کفر ہے۔ بت پرستی ہے۔ تو جاؤ حضرت خاتم النبیین سے انکار کر کے کھلے کھلے اس فرقہ میں داخل ہو جاؤ۔ جس میں ابلیس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنی توحید پرستی کا بہترین ثبوت خلافت آدم کے وقت دیا۔ بندہ خدا۔ ہم تو خشک سے خشک وہابی کو بھی السلام علیکم یا اہل القبور کہتے سنتے آئے ہیں۔ اگر آپ کے ہاں اب یہ دستور قرار پا گیا ہو۔ کہ اپنے بزرگوں کی قبروں پر اتفاق سے گذرتے ہوئے بھی سلام کی بجائے کچھ اور کہتے ہیں۔ تو معاف فرمایئے۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ یہ خطا اگر ہو گئی تو نادانستہ۔ قابل معافی ہوں۔ نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کی ہماری مخالفت میں کیوں یہاں تک حالت گر گئی ہے۔ کہ ایسی ایسی باتیں لکھتے ہیں۔ جن سے کتاب و سنت کی صریح مخالفت لازم آتی ہے۔ بلکہ سخت عناد کا ثبوت ملتا ہے۔

چوتھی بات۔ جس پر زور دیا ہے یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی مثال پیش کر کے یہ تحریک جو میں نے کر دی۔ کہ دارالامان آئیں۔ تو مزار پر انوار احمد مختار۔ یعنی مقبرہ بہشتی سے بھی ہوتے جانا چاہیئے۔ تو بڑا ظلم کر دیا۔ حالانکہ میں نے ہرگز یہ نہیں لکھا۔ کہ جلسہ سالانہ پر آنے کا اصل مقصود مزار پر انوار پر حاضر ہونا ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ تو تقدیس ہی سے مقرر ہے۔ پس جب میں نے ایسا نہیں لکھا۔ تو مجھ پر الزام قبر پرستی بھی نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے آج تک کسی ایسے بدبخت کا نام نہیں ملا۔ جو مدینہ منورہ گیا ہو۔ اور روضہ مطہرہ نبویہ پر حاضر نہ ہوا ہو۔ جب آپ ایسا کر دکھلائینگے تو پھر جواب دیا جائیگا۔ فی الحال تو آپ نے خلفاء راشدین سے لے کر اسوقت تک کے تمام صلحاء کو مشرک و قبر پرست بنا دیا اور یہ ان لوگوں سے کچھ بعید نہیں۔ جو تمری سنت کے احیاء کو اپنے دین و ایمان کا جزو اعظم سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تعجب ضرور ہے کہ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

آپ کی انجمن احمدیہ اشاعت کے ارکان جب کبھی قادیان میں آئے ہیں۔ اور میرے سامنے تین بار ایسا ہوا ہے کہ مسجد اقصیٰ یا مسجد مبارک میں خدا کی عبادت سے تو ضرور محروم رہے ہیں۔ مگر "مزار پُر انوار حضرت احمد مختار" پر ضرور حاضر ہوتے ہیں۔ بلکہ قادیان کی مسجد اقصیٰ تک پہنچنے سے پہلے سیدھے رستہ چھوڑ کر زراعتوں کی پاس کی پگڈنڈیوں پر ہوتے ہوئے سب سے پہلے مقبرہ بہشتی میں ہی گئے ہیں پس ہمیں قبر پرست اور مشرک کہنے سے پہلے اپنا یہ فتویٰ ان اپنے پاک ممبروں پر وارد فرمایئے۔ کیونکہ اسلام کو ناحق بدنام کرنے کا فعل انہی حضرات سے صادر ہوا ہے ؛

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ یدفن معی فی قبری پر آپ کا استہزاء ہے۔ حضرت خاتم النبیین کے قول پر جی کھول کر ہنسی کر لیجئے۔ یمرقون من الدین الحدیث کی پیشگوئی موجود ہے۔ مسیح موعود اور خاتم النبیین کے جنت میں ایک مقام پر ہونے کا بھی اعتراف ہے۔ روح کا تعلق قبر ظاہری سے بھی مسلم ہے۔ اور پھر باوجود اس ایمان و اسلام کے کفر و جحود بھی حد درجہ کا ہے۔ کہ روضۂ مسیح موعود میں برکات نہیں یا للعجب۔ ڈاکٹر صاحب مکرم! کسی مقبرہ میں جاکر السلام علیکم یا اہل القبور کہنا یا کہنے کی تحریک کرنا۔ قوم میں قبر پرستی کا رواج دینا ہے۔ تو ہم وابستگان در مسیح موعود کو اسی حال پر رہنے دیجئے۔ کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئی شریعت کے قائل نہیں ہو سکتے ہاں آپ اپنے پسماندوں کو وصیت کر جایئے کہ وہ آپ لوگوں کی قبروں پر سلام نہ کہیں۔ بلکہ اتفاق سے بھی گذریں۔ تو ایسے کلمات کہیں۔ جن سے کلی بیزاری پائی جائے۔ تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے۔ کہ یہ ان پکے توحید پرستوں کی اولاد نیک نہاد ہے۔ جن کے سر پر غرور اپنے مورث اعلیٰ اور قائد اعظم کی اقتدار میں کسی آدم کی خلافت پر نہیں جھکے۔ اور جنہوں نے اپنی زندگیوں کا مقصد اعظم ارعتیک ھذا الذی کرمت علی کہتے ہوئے لاحتنکن ذریتہ تک پہنچا دیا ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک لائل پوری بزرگ سے اپنا مکالمہ یاد آگیا۔ جو فرمانے لگے۔ کہ قادیان والے سب ہی گمراہ اور مشرک ہو گئے۔ میں نے کہا پہلے تو قرآن مجید میں کونوا مع الصادقین کا حکم تھا۔ اب معلوم ہوا۔ کہ جب کوئی صادق خدا کی طرف سے مامور ہو کر آئے تو اس سے دُور دُور ہی رہنا چاہیئے۔ اور آپ کی طرح کبھی ایک بار بھی اس کی خدمت میں حاضر نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دن رات ساتھ رہنے والے تو اس کی صحبت کے اثر سے مشرک اور گمراہ ہی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے طرز عمل سے یہ ہدایت مستفاد ہوتی ہے۔ کہ جب کسی محسن و ہادی راہ ہدیٰ و مرشد نما مامور خدا کی وفات ہو جائے۔ تو سب سے پہلے یہ کام کرنا چاہیئے کہ اس کی قبر کو مٹا دیا جائے۔ اور کلمات ہتک آمیز اس کی شان میں کہنے شروع کر دیں۔ تاکہ کوئی قبر پرستی کا الزام نہ لگائے۔ اور پھر اس کی اولاد نیک نہاد سے خصوصیت کے ساتھ بغض و عناد رکھا جائے اور ہر طرح پر اس کی بیخ کنی میں لگ جائیں تا پیر پرستی کا الزام مٹ جائے۔ اور از سر نو اس سُنّت کا احیاء ہو۔ جو آج سے کئی سو سال پہلے وفاداری کی روح رواں اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی تحقیق کے مطابق مولوی محمد علی صاحب کے مورث اعلیٰ نے دکھائی ؛

چھٹی بات یہ بیان کی ہے۔ اور یہی ترکش کا آخری تیر ہے۔ جو مجھ احقر سینہ سپر کی طرف پھینکا گیا۔ میرا ناقابل معافی اور آخری جرم یہ ہے کہ میں نے یہ فقرہ لکھ دیا "کیا ہی بدقسمت ہے وہ جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے" اس عبارت پر اول جلول اعتراضات پڑھ کر سوائے اس کے کہ میں ڈاکٹر صاحب کی منطق کے مرقد پر تبسم کے دو پھول چڑھا دوں اور ان کے مذاق ادبی کا فاتحہ پڑھ لوں۔ اور کیا کر سکتا ہوں آپ جیسے الفاظ پرست ہی الطبیب نبض دیکھی کا ترجمہ دی الحکیم النبض۔ اور میں تمہیں مٹھائی بناؤں گا کی انگریزی۔ آئی ول میک یو رائٹ کرتے ہیں۔ اور آپ ہی ایسے بوجہ سمجھ کر حضرت عیسیٰ کی تمثیلوں اور ہدایتوں کو نہ سمجھتے ہوئے ایک رستہ کمر کے گرد لپیٹے پھرتے ہیں۔ میرے معنی برادر نکتہ فہم ڈاکٹر یہ فقرہ تعصب کی پٹی اتار کر حق بینی کی عینک لگا کر پڑھو۔ میں بابی نہیں۔ غالباً بابی مذہب کے بانی کے نام نے آپ کو ساون کا اندھا بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بصیرت و بصارت عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین - (اکمل)

آریوں کے بزرگوں میں جوا بازی۔

جب کبھی ہماری طرف سے اپنے مخالفین پر اتمام حجت کرنے کے لئے کسی انعامی رقم کا اعلان ہوتا ہے تو آریہ اخبارات حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خدام پر "مذہبی جوا بازی" کو رواج دینے کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ اگرچہ انعام اور جوا میں ایسا صاف اور بیّن فرق ہے۔ کہ آریہ اخبارات کا یہ الزام کسی سمجھدار انسان کے نزدیک بیہودہ سرائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن حیرت ہے۔ آریوں کو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اور باوجود بتانے کے نظر نہیں آتا۔ حالانکہ ان کے آباد اجداد جنہیں وہ بڑی وقعت اور قدر کی نظر کر دیکھتے ہیں۔ جوئے بازی کو انتہائے کمال تک پہنچا چکے ہیں۔ آریہ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ ان کے حالات اور واقعات کو غور اور توجہ سے پڑھیں۔ تا انہیں جوئے کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور انعام کو جوا قرار دینے کی جہالت کے مرتکب نہ ہوں۔ ذیل میں ہم بھی ان کی آگاہی کے لئے چند سطور پیش کرتے ہیں۔ جن میں ان کے مہا پُرشوں کی جوئے بازی کا کسی قدر تذکرہ کیا گیا ہے ؛

۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کے اخبار پرتاپ میں "دھرم اور جوا" کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں جوئے کے متعلق لکھا ہے۔

"اس دیش کے راجاؤں مہاراجوں میں اس سمے ایسا پربھاؤ ڈالا کہ یدھشٹر جیسے دھرم پتر مہاراج جوئے باز بن گئے۔ نہ صرف اپنی دولت کو اس کے نذر کیا۔ بلکہ اپنے سارے راج پاٹ کو ہار دیا اپنے آپکو ہارا۔ اپنے بھائیوں کو ہارا۔ اور ارجن کی استری دروپدی کو بھی ہارا۔ کچھ باقی نہ رہا"۔

چونکہ یہ الفاظ ایک آریہ اخبار نے شایع کئے ہیں۔ اس لئے ان کی صداقت میں کسی آریہ کو چون و چرا کرنے کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ جن لوگوں کے بزرگوں میں جوا بازی اس خطرناک حد تک رائج رہی ہو۔ انہیں اوروں پر جوئے بازی کا غلط الزام لگاتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے ؛

علمائے ہند کا فتویٰ اور مسلمان

اس شور و شر کے زمانہ میں جبکہ لیڈر بننا ایک آسان مشغلہ سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے بھی جو گو اپنے آپ کو عالم دین کہتے ہیں۔ لیکن اپنی بدعملیوں کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے گر کر گوشہ گمنامی میں پڑے تھے۔ کروٹ لی۔ اور اٹھتے ہی ایک لمبا چوڑا فتویٰ شائع کر کے اس میں اور امور کے علاوہ گورنمنٹ برطانیہ کی ملازمت کو "شرعاً حرام" قرار دے دیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کے جذبات سخت بھڑکے ہوئے ہیں۔ اس فتویٰ کی جو قدر و منزلت مسلمانوں میں ہوئی۔ اس پر جہاں تک عمل کیا گیا۔ وہ ظاہر ہے۔ مسلمان گورنمنٹ کی ملازمت اسی طرح کر رہے ہیں۔ جس طرح اس فتویٰ سے پہلے کرتے تھے۔ اور سرکاری محکموں میں اسی طرح بھرتی ہو رہے ہیں۔ جس طرح پہلے ہوتے تھے۔ ہاں ایک نتیجہ اس فتویٰ کا ضرور نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہندو اسی کی بنا پر مسلمانوں کو بے دین وغیرہ قرار دینے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ پرتاپ (۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء) لکھتا ہے:

"یہ تذکرہ نہایت ہی ناخوشگوار ہوگا۔ کہ اب یہ فتوے بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو ان کا صحیح راستہ دکھائے۔ ان کی لاپرواہی اور بے دینی پر گھور گھور کر دیکھ رہا ہے"

ہندوؤں کے لئے یہ کچھ کا سامان بہم پہنچا کر علمائے ہند نے مسلمانوں پر ایسی مہربانی کی ہے۔ جس کا خمیازہ نہ معلوم کب تک وہ بھگتتے رہیں گے۔ کیونکہ پرتاپ لکھتا ہے:

"مسلمانوں کو ان کا یہ فتویٰ۔ ان کا پہلا قومی جوش و خروش۔ ان کی خلافت وغیرہ وغیرہ کبھی کبھی یاد دلوایا کریں گے"

گویا اس فتویٰ کو یاد دلا کر انہیں شرمندہ کیا کریں گے اور کہیں گے۔ کہ علماء کے فتویٰ کی خلاف ورزی کر کے تم مسلمان نہیں رہے۔ بے شک اس بات کا تکرار مسلمانوں کے لئے رنجدہ ہوگا۔ لیکن اس کی ذمہ داری تکرار کرنے والوں کی نسبت ان علماء پر بہت زیادہ پڑتی ہے۔ جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے ایسا فتوے لکھ مارا۔ جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔

سابق خلیفۃ المسلمین کی تواضع مجلس انگورہ میں

اگرچہ سابق "خلیفۃ المسلمین" کے متعلق مسلمانان ہند نے بھی ایسے ایسے ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کئے جن کے استعمال کرنے کی اجازت کسی عام انسان کے لئے بھی شرافت نہیں دے سکتی۔ لیکن ترکان احرار کی خاص مجلس انگورہ نے تو کمال ہی کر دیا۔ اس میں جو الفاظ استعمال کئے گئے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حاضرین کا متفقہ نعرہ "لعنت اللہ" "جہنم میں گرے" "وہ ملعون ہے" "بلاشبہ وہ خائن ہے" "اس نے اپنی حماقت کا ایک ثبوت پیش کیا" "اس کی خیانت قوم اور اسلام کے خلاف ثابت ہو چکی ہے" "اس کی سزا موت ہے" "اگر جہنم میں اس کو مار ڈالا جاتا۔ تو میں کہتا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے"

(نجات بجنور ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء)

یہ سب کچھ اس انسان کی شان میں کہا گیا۔ جسے چند ہی روز قبل تمام دنیائے اسلام کا روحانی لیڈر اور ظل اللہ کہا جاتا تھا۔ اور جس کے اقتدار کی حفاظت اور نگہداشت کے بڑے بڑے دعوے کئے جاتے تھے۔

ایک آریہ لیکچرار کی تاریخ دانی

پچھلے دنوں آریہ پراونشل پرتی ندھی سبھا پنجاب کے آرگن آریہ گزٹ میں اسلامی تاریخ کے متعلق یہ عجیب و غریب انکشاف کیا گیا تھا۔ کہ ہندو ایک مرد تھا جس نے اسلام کے مقابلہ میں بڑا استقلال اور بہادری دکھائی۔ اور اسی کے نام پر مسلمانوں نے اہل ہند کا نام ہندو رکھ دیا۔ اس تحقیقات پر آریہ گزٹ اور اس کا مضمون نگار جس قدر تعریف و توصیف کے مستحق ہوئے تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر آریوں کے ایک خاص لیکچرار قابل تعریف ہیں جنہیں آریہ "پنڈت دھرم بھکشو جی مہاراج" کہتے ہیں۔ ان پنڈت صاحب نے بٹالہ میں ایک لیکچر دیا۔ جس کی روئداد دہلی کے "آریہ مسافر" بابت ماہ اسوج میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

"پنڈت جی نے واضح طور سے ثابت کر کے دکھایا کہ آریہ جاتی کو نہ کوئی تلوار اور نہ قلم سے آج تک جیت سکا ہے۔ اور ایک واقعہ حضرت علی کے زمانہ کا بتایا جس پر مسلمانوں کو بہت بڑا ناز تھا۔ وہ یہ ہے۔ کہ راجا گنج جس کو اب غزنی کہتے ہیں۔ یہاں حکمران تھے۔ جب علی نے پیغام بھیجا۔ کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا جبراً نہیں ہوگا۔ میرے سوالوں کا جواب تسلی بخش دیدو۔ تو پھر ہو جاؤں گا۔ تب اس کے دربار میں مباحثہ ہوا۔ جب مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ تو علی کا پیغام آیا۔ کہ چونکہ آپ نے قرآن پر شک کیا ہے اس واسطے آپ کافر ہیں۔ اس وقت مہاراج گنج پر چڑھائی کر دی۔ جس وقت مسلمانوں نے جہاد کیا۔ جو ان کے دماغ میں لکھا ہوا ہے۔ تو اس وقت خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مہاراج گنج کوئی معمولی تو تھے ہی نہیں۔ انہوں نے علی کا مع اس کے گھوڑے کے ایک ہی تیر سے خاتمہ دونوں کا کر دیا۔ اور وہیں ان کی قبر بنائی گئی۔ جس کی تاریخ اب تک ملتی ہے"

یہ ہے ایک آریہ لیکچرار کی تاریخ دانی۔ جس کا اظہار اس نے ایک عام جلسہ میں کیا۔ اور پھر آریوں کے ایک رسالہ نے اس کو شائع کر کے دور و نزدیک پہنچایا کیا کوئی تاریخ دان ہے۔ جو اس کا انکار کر سکے۔ اس کی نسبت ہم تو صرف اتنا ہی پوچھتے ہیں۔ کہ آریہ لیکچرار صاحب براہ مہربانی اس کتاب کا نام بتا دیں۔ جس میں یہ واقعات درج ہوں۔ تاکہ تاریخ کی اس ابدی شہادت کا ہمیں بھی علم ہو جائے۔ ہاں شیعہ اصحاب اگر چاہیں تو حضرت علیؓ کی قبر وغیرہ کے متعلق پنڈت صاحب سے مفصل حالات دریافت کر لیں۔

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ کہ جن لوگوں کی اسلامی حالات سے واقفیت کا یہ ایک ادنیٰ سا نمونہ ہو۔ وہ اسلام کی بات بات پر اعتراض کرنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ دیانتداری اور شرافت کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ جب تک کسی بات کا پورا پورا علم نہ حاصل ہو جائے .... اس وقت تک اس کے متعلق زبان نہ کھولی جائے۔ لیکن آریوں کا بانی جب اس جنس گرانمایہ سے تہی دست تھا۔ تو آریہ کیا کریں۔

درختوں میں زندگی

کیا گوشت نہ کھانے والے سبزی کھانا بھی چھوڑ دینگے

کلکتہ میں بوس انسٹیوٹ کی یادگار کے پانچویں سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سر جے۔ سی۔ بوس نے اپنے انسٹیوٹ کے کام کی موجودہ حالت اور آئندہ ترقی اور اس کے متعلق امیدوں کا ذکر کرنے کے بعد سائنس کی اُن تحقیقات کا ذکر کیا۔ جس نے سر بوس کو دنیا کے مشاہیر سائنسدانوں کی صف اول میں بٹھا دیا ہے۔ اور جو درختوں میں زندگی ثابت کرنا اور اس کے متعلق تحقیقات ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں خاص اسی موضوع پر مندرجہ ذیل مفید خیالات کا اظہار کیا۔

"پہلے پہلے عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ حیوانات کی طرح پودوں میں کوئی جان نہیں ہے۔ اور خوراک کے ملنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ مگر درختوں کی زندگی میں بھی ضرور ایسی چیزیں ہیں۔ جو باہر سے ان کی نشوونما کے لئے خوراک بہم کرتی ہے۔ جس کے بغیر درخت زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کے علاوہ ایک باہمی طریقہ ایسا بھی ہے کہ جس کے ذریعہ سے درخت کے بکھرے ہوئے مختلف حصے۔ ایک کنٹرول کے ماتحت رہتے ہیں۔

موجودہ خیالوں کی لہر کے عین خلاف میں نے کھوج کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ درختوں میں بھی ترقی یافتہ نظام اعصابی موجود ہے۔ میرے تجربہ اور معلومات نے نہ صرف درختوں میں سلسلہ اعصابی معلوم کیا ہے بلکہ اعصابی رگوں کی تعداد اور حالات کا بھی ریکارڈ جمع کر لیا ہے۔ سلسلہ اعصابی نہ صرف سنگل ہے۔ بلکہ دوہرا ہے۔ یہ سنگل سلسلہ سے ایک ایسی تحریک یا لہر پیدا ہوتی ہے۔ جس سے کچھ مقصد حاصل ہوتا ہے یہ ان ہی سلسلوں کی وجہ سے ہے کہ درختوں کو اپنے اردگرد کے حالات کا علم ہوتا رہتا ہے"۔

پھر آگے چلکر سر موصوف فرماتے ہیں۔

"ہم نے معلوم کیا ہے کہ درخت ایک دوسرے کو پیغامات بھیجتے ہیں۔ جو ہم پر بجلی کے ریکارڈ میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ درختوں کے اندر جو کچھ ہوتا رہتا ہے اس ریکارڈ کے ذریعہ ہم کو بھی معلوم کر سکتے ہیں"۔

پھر فرمایا۔

"درختوں۔ پودوں اور دیگر جانداروں میں جو مشینری کام کر رہی ہے۔ وہ ایک سی ہے۔ ایک چیز کو اگر حیوان محسوس کرتے ہیں۔ تو درخت بھی کرتے ہیں۔ ٹھوکر یا ٹکر کا اثر دونوں میں ہوتا ہے۔ ڈھول کی آواز دونوں سن سکتے ہیں۔ جس کا اظہار ہر دو کی جانب سے ہوتا ہے درخت اور حیوان دونوں میں سلسلہ اعصابی کی ایک ہی مشینری ہے۔ درختوں میں جو نظام اعصابی ہے وہ اتنا ترقی یافتہ ہے۔ کہ درخت کے سارے جسم میں حرکت کرتا رہتا ہے۔ ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اس کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ سے درخت ایک خاص طاقت کے ماتحت ہو جاتا ہے اور اپنے اردگرد کی چیزوں اور حوادث کو محسوس کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جانوروں کے نظام اعصابی میں کوئی خاص بات نہیں پائی گئی۔ جو درختوں میں موجود نہ ہو۔

(پرتاپ ۱۸ ؍ دسمبر ۱۹۲۲ء)

آریہ سماجیوں کی ایک جماعت اور عام ہندوؤں کا ایک گروہ لفظاً اس بات کا قائل ہے۔ کہ جیو ہتیا نہیں کرنی چاہئے۔ یعنی وہ کہتے ہیں۔ کہ گوشت نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ اس سے ان جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ گو گوشت کھانے والی اقوام کی طرف سے ان کو ہر چند جواب دیا گیا ہے۔ کہ گوشت خوری کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ یہ کوئی جیو ہتیا ہے۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ تمام مخلوقات خداوند تعالیٰ نے انسان کیلئے پیدا کی ہے۔ حیوانات اور نباتات میں سے جو جو چیزیں مذہباً اخلاقاً عقلاً اس کے لئے کھانا جائز ہیں۔ وہ کھاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی جیو ہتیا جرم اور مہا پاپ ہے تو وہ ہے۔ جس کے آریہ سماجی اور دیگر ہندو مرتکب ہوتے ہیں۔ اور وہ بنی نوع انسان کا تازہ بتازہ اور گرم خون پینا اور ان کی ہڈیوں سے زندہ گوشت نوچنا ہے جو دوسرے لفظوں میں سود کا لین دین ہے۔ اور نہ صرف اس طرح ایک شخص کو بلکہ اس کی نسلوں تک کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ مگر آج ہم ان کے جواب میں سر بوس کی یہ تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ جو اوپر درج ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ سائنس نے گھاس اور ماس کی تخصیص کو مٹا ڈالا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ نباتات میں روح ہے۔ اور ان کو بھی احساس اور حیوانی ادراک سے ایک حد تک حصہ ملا ہے۔ اور اس تحقیقات کا سہرا ایک ہندو کے ہی سر ہے۔ اب یہ سوال آریہ سماج اور دیگر گوشت سے نفرت کرنے والی اور جیو ہتیا نہ کرنے کی مدعی اقوام سے ہے۔ کہ کیا وہ تمام نباتاتی ماکولات سے بھی اسی طرح نفرت کرنے لگیں گے۔ جس طرح گوشت سے نفرت کرتے اور اس کو جیو ہتیا بتلاتے ہیں۔ اگر وہ گوشت خوری سے محض جیو ہتیا کی بنا پر محترز ہیں۔ تو انہیں اسی جیو ہتیا کے لحاظ سے نباتات سے بھی احتراز لازمی ہے۔ اور تمام قسم کی نباتاتی اشیاء کے کھانے سے یکدم دست بردار ہو جانا چاہئیے کیونکہ اگر وہ گیہوں کھاتے ہیں تو وہ بھی نباتات ہی کا خشک گوشت ہے۔ اگر دالیں کھاتے ہیں۔ تو وہ بھی درختوں کا گوشت ہے۔ اور جب ساگ پات کی بھاجیاں بناتے ہیں۔ تو وہ بھی تازہ بتازہ نباتاتی گوشت ہے۔

وہ لوگ جو گوشت خوری کو جیو ہتیا اور ظلم قرار دیکر بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں۔ کہ ان کے مذہب میں یہ ظلم نہیں پایا جاتا۔ اور اسے اپنے مذہب کی ایک فضیلت کے طور پر پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ دیکھیں اور غور کریں۔ کہ جس بنا پر ان کے مذہب نے گوشت خوری سے روکا۔ وہی سبزیوں میں بھی ثابت ہو گئی۔ لیکن انکو سبزی کھانے کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جیو ہتیا محض ڈھکوسلہ ہے۔ اور گوشت خوری سے روکنا جہالت۔ ورنہ سبزی کے استعمال سے بھی روکنا چاہئیے تھا اس میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ کہ اگر گوشت خوری کی بوجہ جیو ہتیا پرمیشور نے ممانعت کی ہے۔ تو اسے سر بوس کی تحقیقات سے پہلے اس بات کا بھی ضرور علم ہو گا۔ کہ سبزیوں میں بھی جیو ہے اور چاہئیے تھا کہ ان کے استعمال سے بھی روکتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ پس یا تو یہ مانو۔ کہ پرمیشور کو علم نہیں تھا۔ کہ سبزیوں میں بھی جیو ہے۔ یا یہ کہ گوشت خوری سے اس نے نہیں روکا۔

زندگی کے خواہاں موت کے پنجہ سے نجات پا رہے ہیں!

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریباً ۳۰ برس پیشتر ایک موعود لڑکے کی بشارت دی تھی۔ اور یہ رحمت اور برکت کا ایک نشان تھا۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہوا۔ مگر بعض نے اسے دیکھا۔ اور منہ پھیر لیا اور اس نعمت اور فضل سے محروم ہو گئے۔ جو اس کی آمد (بعثت و ظہور) سے وابستہ تھا۔ اس موعود کی صفات میں یہ بھی فرمایا گیا تھا کہ

وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

اور اس نشان کے متعلق کہا گیا تھا کہ "تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں" دوسرے الفاظ میں اس موعود کی بعثت گناہ و غفلت کی موت سے مرنے والوں کے لئے حیات ابدی کا موجب ہوگی۔ اور وہ جو صداقت و حق کی تکذیب کر کے روحانی طور پر مر چکے ہیں۔ اس کے مسیحی نفس سے پھر زندہ ہوں گے۔ اور اس جہالت کی موت پر فتح حاصل کرینگے۔ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے نہایت عظیم الشان ہیں۔ ان کے اندر ایک شوکت اور جلال ربی کی شان جلوہ گر ہے۔ مگر ہم اس قسم کے بہت سے نشانوں کو دیکھتے ہیں اور گذر جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معمول تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورے ہوتا دیکھ کر خدا تعالیٰ کی تحمید اور تمجید سے سرشار ہو جاتے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے ان کو پورا کرتے اور ہوتے دیکھ کر مسرور ہوتے۔ کون ہے۔ جو اس واقعہ سے بے خبر ہے۔ کہ کس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنا کر ایمانی ذوق حاصل کیا۔

اسی طرح پر جب ہم خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کو دیکھتے ہیں۔ تو ایمان اور معرفت کی ایک رَو اندر چلنے لگتی ہے۔ مگر بعض اوقات کثرت سے جب نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ تو ہم بے پروائی کر جاتے ہیں۔ یہ ایک غفلت ہے جس کو دور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایک شخص کو جو یہاں آتا۔ خدا کا ایک نشان اور آیۃ قرار دیتے ہیں۔ اور نفس الامر میں وہ نشان ہے بجز کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم کسی واقعہ کو جو بظاہر ایک معمولی رنگ کا ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو سرسری رنگ سے دیں۔ اگر ہم ایسا کریں (خدا نہ کرے کہ ہم ایسا کریں) تو یہ آیات اللہ کی عظمت کے خلاف ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر اکثر ایسے واقعات کا ظہور ہوتا ہے۔ جو نشانوں کا رنگ اور پہلو رکھتے ہیں۔ مگر ہم یونہی گذر جاتے ہیں۔ دیکھو اس موعود کے لئے کہا گیا ہے۔ کہ تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آویں۔ یہ وہ قبر ہے۔ جو غفلت اور گناہ آلود زندگی کی قبر ہے۔ جو راستبازوں اور صادقوں کی تکذیب کر کے انسان اپنے لئے طیار کر لیتا ہے۔ پس جو لوگ ایک عرصہ دراز تک اپنی زندگی اس مشغلہ میں صرف کر چکے ہوں کہ انھوں نے خدا کے برگزیدہ مامور و مرسل کی تکذیب کی ہو۔ اور ہنسی اور ٹھٹھے میں اسے اڑایا ہو۔ اگر آج وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر اس گناہ آلود زندگی کی قبر سے نکل آویں تو کیا یہ

اسکے مسیحی نفس ہونے کا ثبوت نہیں؟

میں عنقریب اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو اس پر ایک مبسوط مضمون لکھوں گا۔ اس وقت مجھے ایک واقعہ نے تحریک کی۔ کہ جماعت کے ایمان اور معرفت کو بڑھانے کے لئے اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاؤں۔

خدا تعالیٰ پر ایمان - لذیذ ایمان گناہ سوز ایمان محض آیات اللہ کی تلاوت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی راز اور سر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ جو ایمان پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک حیرت انگیز تبدیلی کر دینے والا ہوتا ہے اسلئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ظاہر کردہ آیات و نشانات کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہیں۔ کیونکہ جس جس قدر وہ مطالعہ کرینگے۔ اسی قدر معرفت وسیع ہوگی۔ اور وہی معرفت ان کی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کرے گی جس سے فرشتے آکر ان سے مصافحہ کرینگے۔ اور یہ امر امام کے ساتھ تعلق اور محبت بڑھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ امام کے ساتھ تعلق اور محبت اس کے اثرات اور کاموں کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے سے ہوتی ہے۔

بس میری غرض ان واقعات کی تذکیر سے یہی ہے کہ جماعت اس حقیقت کو پالے۔ جو اعتصام بحبل اللہ کے اندر رکھی گئی ہے۔ اور

حبل اللہ سے مراد امام ہی ہے

بات لذیذ تر بود۔ دراز تر گفتم کا مصداق ہو گئی۔ وہ نشان جس کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے وہ یہ سطریں لکھی ہیں۔ ایک نود (۹۰) سالہ عمر کے ایک شخص کی بیعت ہے جس کی عمر کا بہت حصہ خدا کے مسیح و مرسل کی تکذیب میں گذرا۔ اور وہ ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ سلسلہ

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

کا مصداق ہے۔ لیکن سلسلہ عالیہ کی خارق عادت تائید اور نصرت نے اس نود سالہ مردہ کو زندہ کر دیا۔ وہ شخص جو تکذیب استہزاء کی قبر میں دبا پڑا تھا۔ اس آسمانی صور کی صدا سے جو کلمۃ اللہ کے ذریعہ پھونکا گیا ہے۔ باہر نکل آیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پہ

بیعت توبہ کر کے زندہ ہو گیا

اس شخص کی ہمت اس کے لئے تو ایک رحمت اور فضل ہے ہی مگر ہمارے لئے بھی ایک سبق ہے۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے تبلیغ کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ بعض لوگ کسی شخص کو تبلیغ کر کے بھی جب دیکھتے ہیں کہ وہ تکذیب اور مخالفت سے باز نہیں آتا۔ تو اس سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ اس امر پر آپ نے بڑی تقریر کی۔ یہ واقعہ اس کے بعد ظاہر ہوا ہے کہ ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے دن سے گویا مخالفت کرتا رہا۔ اور آپ کی زندگی بھر اور آپ کے

رپورٹ صیغہ تالیف و اشاعت

(ہفتہ مختتمہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء)

ہندوستان جہلم میں اہل حدیثوں کی طرف سے مباحثہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ اطلاع آنے پر مولوی فاضل غلام احمد صاحب۔ اور مولوی محمد فاضل شاہزادہ صاحب کو بھیجا گیا۔ اس کے بعد مولوی فاضل جلال الدین صاحب اور جناب حافظ روشن علی صاحب بھی جہلم پہنچ گئے۔ مختلف وقتوں میں اہل حدیث۔ پیغامی مبلغ مرہم عیسیٰ صاحب۔ حنفیوں اور چکڑالویوں سے بھی گفتگو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی دی۔ اور متعدد اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔

اس ہفتہ ساگرپور میں جو بٹالہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ غیر احمدیوں سے کامیاب مباحثہ ہوا۔ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری نے جالندھر کے بعض دیہات کا دورہ کیا۔

تبلیغی رپورٹیں سکرٹری صاحبان تبلیغ میں سے مندرجہ ذیل احباب کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

منشی احمد جان صاحب فیروزپور۔ اس جماعت نے ہدایات کے مطابق باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر جو بات قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ منشی محمد عبداللہ صاحب نے ٹیچنگز آف اسلام اور تحفہ شاہزادہ ویلز کی چند کاپیاں امرتسر اور فیروزپور میں انگریزوں کے پاس فروخت کیں۔ اور الفضل کی ایجنسی کھول کر اس کی بکری کا انتظام کیا ہوا ہے ۲۲ کی بجائے ۳۲ پرچے منگوائے جاتے ہیں۔

دوم۔ منشی عبدالعزیز صاحب سہارنپور۔ عیسائیوں سے مباحثہ ہوا۔ اور ایک صاحب کو انگریزی تحفہ شاہزادہ تحفتہً دیا گیا۔

سوم۔ منشی حشمت اللہ صاحب سامانہ۔ دو رپورٹیں موصول ہوئیں۔ سامانہ کے علاوہ گرد و نواح کے دیہات میں بھی کام شروع کر دیا ہے۔ اور عام طور پر تمام جماعت کے افراد بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔

چہارم۔ بابو عبدالحکیم صاحب انبالہ۔ بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ انبالہ کے دوسرے دوست کام میں توجہ نہیں دیتے۔ دو نئے پمفلٹ چھپوا کر شائع کئے گئے۔ جن کا بہت اچھا اثر ہوا۔ پمفلٹوں کا مضمون ایک دیوبندی مولوی کے اعتراضات کا جواب تھا۔ فرداً فرداً بھی تبلیغ کی گئی۔ میں بابو صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ دوسرے احمدی احباب جو انبالہ میں موجود ہیں۔ ان سے بھی کام لینے کی کوئی راہ نکالیں۔ اور انبالہ کے قرب میں جو بستیاں ہیں۔ ان میں سعید روحوں کی تلاش کریں۔

پنجم۔ انجمن پشاور۔ کارروائی کی ایک مفصل رپورٹ موصول ہوئی۔ گذشتہ ہفتہ میں ۳ نئے احباب جماعت میں داخل ہوئے۔

قادیان۔ ماسٹر مولا بخش صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ محمد یعقوب خاں صاحب۔ ظفر الاسلام طالب علم۔ عبدالرحیم صاحب۔ ماسٹر محمد علی صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام۔ میاں بوٹے خاں مؤذن مسجد اقصیٰ مولوی سکندر علی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول مولوی رحمت علی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ماسٹر ماموں خاں صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول اور دیگر دوستوں نے قادیان کے قریب مختلف گاؤں میں تبلیغ کی۔ اور امید افزا رپورٹیں لائے۔

بلاد خارجہ مولوی مبارک علی صاحب ابھی تک جرمنی میں ہیں۔

امریکہ اور افریقہ کی رپورٹیں شائع ہو چکی ہیں۔ انگلستان اور ماریشیس سے رپورٹ نہیں آئی۔ مسٹر مصباح الدین احمد صاحب نے ہفتہ وار جلسہ کا انتظام جاری رکھا ہے۔ آسٹریلیا میں برادرم حسن موسیٰ خاں تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور وہاں کے متعدد احمدیوں سے باقاعدہ چندہ وصول کر کے قادیان روانہ کرتے ہیں حسن موسیٰ خاں صاحب دمہ کی بیماری سے علیل رہتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔ بکڈپو اور ایجنسی کا کام بدستور جاری ہے۔ کارکنان محنت سے کام کر رہے ہیں۔ دونوں صیغوں میں منافع بھی ہو رہا ہے اگرچہ اس کی مقدار بہت قلیل ہے۔

الفضل جلسہ پر خریدار ۱۲ کس نئے ہوئے تھے۔ ان کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایک روز پہلے ان کو پرچہ پہنچ جایا کرے۔ ۱۵ جنوری سے ساڑھے تین سو وی پی کیا گیا۔

ریویو آف ریلیجنز جنوری کا پرچہ اپنے وقت پر نکل گیا۔ بقایا داروں کے نام آئندہ رسالہ بند کر دیا گیا۔ جس سے تین چار سو خریدار کم ہو گیا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اس کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہوں۔ خریدار ۲ بڑھے۔ ۲ بند ہوئے۔ فروری کا رسالہ پیشگی قیمت ۱۹۲۳ء وصول کرنے کے لئے وی پی ہوگا۔

ناظر تالیف و اشاعت

رپورٹ صیغہ تعلیم و تربیت

تعلیم گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی مقامی جماعت کی کوشش سے مدرسہ گھٹیالیاں کے مڈل کے حصہ کے لئے عمارت تیار ہو رہی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ سکول اپریل ۱۹۲۳ء تک منظور ہو سکے۔ ایک قابل بی۔ اے ۔بی ٹی یا ایس۔ اے۔ وی کی ضرورت ہے۔

دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور میں گرلز سکول ان دنوں ترقی پر ہے۔

مولوی نعیم الدین صاحب بنگالی درزی خانہ میں تعلیم دیتے ہیں۔ محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ سات طلباء کی جماعت مولوی غلام احمد صاحب و مولوی مبارک احمد صاحب کے ذریعہ باقاعدہ تعلیم پا رہی ہے۔

درس القرآن مفصلہ ذیل مقامات کے سکرٹریوں سے درس القرآن کی رپورٹ آئی ہے۔

(۱) جناب محمد حنیف صاحب سکرٹری گوکھووال (۲) منشی محمد علی صاحب کریام (۳) جناب رجب علی صاحب سنور (۴) لاہور (۵) فیروز پور رجال و نساء دونوں (۶) ماسٹر برکت علی صاحب لدھیانہ (۷) جناب غلام رسول صاحب چاگریاں (۸) جناب غلام حسن صاحب سامانہ (۹) امرتسر سکرٹری اللہ بخش صاحب (۱۰) محمد ابراہیم صاحب چک ۹۹ (۱۱) جناب محمد شریف صاحب فیروزوالہ (۱۲) بٹالہ اسی طرح قادیان، دگو، کریام، لدھیانہ، سامانہ، امرتسر بٹالہ درس کتب حضرت مسیح موعودؑ بھی ہے۔ اس کے علاوہ

ہندوستان کی خبریں

ایک ماہ میں سرحد پر کتنے بم گرائے گئے

دہلی ۲۳ ر جنوری۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر ہوون نے کہا کہ ۲۰ ر دسمبر اور ۱۴ ر جنوری کے درمیانی عرصہ میں ۲۰ ٹن بم وزیرستان کے قبائل پر گرائے گئے ہیں۔

لارنس کا بت اٹھانے کی کوشش

چیف کپتان نیشنل والنٹیر کور لاہور نے میونسپل کمیٹی کے منتخب شدہ اراکین کو لکھا ہے۔ کہ کانگرس کمیٹی کا ارادہ تھا۔ کہ وہ لارنس کے بت کو ہٹانے کا کام فی الفور شروع کر دیں۔ مگر اس نے مناسب خیال کیا ہے کہ آپ سے بطور عوام کے نمائندگان کے دریافت کیا جائے اور آپ مہربانی کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ کہ آپ اس بارہ میں کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بت مذکور کو فی الفور ہٹا دیا جائے۔ اگر آپ نے اس خط کا جواب نہ دیا اور ہمیں معلوم ہوا کہ آپ اس کو اٹھوانے سے قاصر ہیں۔ تو کانگریس کے والنٹیر ۳ ر فروری کو بروز سنیچر لارنس کے بت کو اٹھانے کے لئے عملی قدم اٹھائینگے۔

مقدمہ چورا چوری کی اپیل

الہ آباد ۲۰ ر جنوری مقدمہ چورا چوری کے ان ۱۷۲ ملزمین نے جنہیں سزائے موت کا حکم دیا گیا تھا عدالت عالیہ میں مرافعہ کیا ہے۔ جہاں ۱۹ ر فروری کو ان کے مقدمہ کی سماعت ہوگی پنڈت مالویہ انکی طرف سے پیروی کریں گے۔

ایسوشی ایٹیڈ پریس امریکہ کا صدر ہند میں

کلکتہ ۲۴ ر جنوری مسٹر نوئیس بمعہ لیڈی جو ایسوشی ایٹیڈ پریس امریکہ کے صدر ہیں۔ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور عنقریب دہلی کو روانہ ہونگے۔

مسٹر گاندھی سے ملنے کی درخواست

الہ آباد ۲۳ ر جنوری شریمتی گاندھی نے مسٹر گاندھی سے جیل میں ملنے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی درخواست کی ہے۔

ڈپٹی کمشنر لاہور کمشنر انڈیمان بنائے گئے

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ایم۔ ایل فیرز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈپٹی کمشنر لاہور یہاں سے تبدیل ہو کر انڈیمان (کالے پانی) کمشنر کے عہدے پر جا رہے ہیں۔

جمعیتہ العلمائے ہند کا اجلاس

دہلی ۲۵ ر جنوری۔ ۹ ر فروری کو دہلی میں جمعیت علمائے ہند کی مجلس منتظمہ کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ ایجنڈا کے چند اہم مضامین حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولوی ابوالکلام آزاد کا مجوزہ لائحہ عمل۔

۲۔ دول متحدہ سے جنگ و پیکار کے آغاز کی صورت میں مسلمانان ہند کا فرض۔

۳۔ اسلامی دنیا میں اتحاد و مواخات کے قیام و ترقی کی کوشش

۴۔ دیگر ہندوستانی اقوام سے ایک عہد نامہ کے مرتب کرنے کی تجاویز پر غور و خوض۔

۵۔ مسلم راجپوتوں کے ارتداد کی خبر پر غور و بحث۔

جن نکالنے کا دلچسپ مقدمہ

لالہ امرناتھ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں ایک دلچسپ مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند ایک پیر اور دو مریدوں کے خلاف چل رہا ہے۔ الزام یہ ہے۔ کہ وہ ایک مسلمان بیمار کا جن نکالتے ہوئے اس کی موت کا باعث ہوئے۔ پیر صاحب اور اس کے مریدوں نے بیمار شخص کو یقین دلایا۔ کہ اس پر جن قبضہ کر چکے ہیں۔ جن سے اس کی بیماری خطرناک ہو رہی ہے۔ چنانچہ پیر نے بیمار شخص کو اپنی لوہے کی لاٹھی سے مارا۔ اور اس کے ناک میں دھواں دیا۔ جب بیمار نے شور و غل مچا دیا۔ تو پیر نے کہا کہ جن ڈر کے مارے بھاگنے والا ہے۔ پیر نے اسے اتنا مارا۔ کہ وہ مر گیا۔

کشمیر میں انگریزی فوج رکھنے کی افواہ

افواہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کشمیر میں برطانوی و ہندوستانی افواج کے لئے دو چھاؤنیاں بنانے کا خیال رکھتی ہے۔ اس معاملہ کے متعلق ہی لارڈ راولنسن نے دو دفعہ کشمیر کا دورہ کیا تھا۔

سرحدیوں کا قیدیوں کے متعلق جواب

دہلی ۲۴ ر جنوری۔ حال میں سرحدی محسودوں نے دو افسران کو گرفتار کر لیا تھا۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دشمن نے ان کی حوالگی سے انکار کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہمارے علاقہ پر بمباری اور گولہ باری بند نہ کی جائے گی۔ تب تک ہم افسران کو واپس نہ دینگے۔

ایک آریہ زخمی کی موت

ریاست جموں میں میگھوں کی شدھی کے سلسلہ میں آریوں اور راجپوتوں میں جو فساد ہوا تھا۔ اور اس میں جو لوگ زخمی ہوئے تھے۔ ان میں سے آریوں کا ایک آدمی چند روز بے ہوش رہ کر مر گیا۔ جس کے اعزاز میں آریہ سماجیں جلسے منعقد کر رہی ہیں۔ اور اچھوتوں کو آریہ بنانے کے لئے فنڈ کھول رہی ہے۔

راجہ صاحب محمود آباد نائب صدر گورنر کونسل

آنریبل سر راجہ محمود آباد ہوم ممبر صوبہ یو۔ پی کو ہز ایکسلنسی نے کونسل مذکور کا وائس پریذیڈنٹ مقرر کیا ہے۔

بنگال میں خودکشیوں کی تعداد

گذشتہ تین ماہ میں بنگال میں ۳۴۶ واردات خودکشی کی ہوئیں۔ ۱۹۲۱ء کے انہیں مہینوں میں یہ تعداد ۱۳۱ تھی۔

لارڈ سنہا اور وکالت

ہمعصر بنگالی رقمطراز ہے کہ کلکتہ میں زور و شور سے یہ افواہ گرم ہے کہ لارڈ سنہا عنقریب مقامی ہائیکورٹ میں پھر وکالت شروع کریں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ سنہا اب بالکل تندرست ہیں۔

مسٹر سی آر داس بمبئی میں

بمبئی ۲۵ ر جنوری۔ آج سہ پہر کو اپنی رہائی کے بعد پہلی مرتبہ دیش بندھو مسٹر سی۔ آر۔ داس بذریعہ جبل پور میل بمبئی تشریف لائے۔ تمام جماعتوں کے رہنماؤں رضاکاروں اور خواتین نے ایک عظیم الشان تعداد میں آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ مسز سروجنی نے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ دس ہزار آدمیوں کا ایک عظیم الشان جلوس مرتب کیا گیا۔ پھولوں میں لدے ہوئے دیش بندھو جناب چھوٹانی کے بنگلہ پر پہنچے۔

غیر ممالک کی خبریں

برطانیہ عظمیٰ اور عراق عرب لنڈن - ۲۱ جنوری ایک اخبار رقمطراز ہے کہ یہ فیصلہ عنقریب انجام پذیر ہو جائیگا - کہ آیا برطانیہ عظمیٰ عراق عرب میں موجود رہیگی یا نہیں - اخبار مذکور کو معلوم ہوا ہے - کہ کابینہ نے اس مسئلہ کے متعلق کامیاب تحقیق و تفتیش کی ہے - اور تمام آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکمداری بدستور قائم رہیگی -

ترکی میں ہندوستانی قیدی لنڈن - ۱۹ جنوری ڈیلی میل کے نامہ نگار متعینہ لوزان کا بیان ہے - کہ امریکن اطلاع کے مطابق برطانی فوجی افسران نے درخواست کی ہے - کہ ہمیں ان فوجی قیدیوں کی تحقیقات کی اجازت دی جائے - جو اب تک ترکی میں باقی ہیں - اور ان کی فوجی تشخیص ابھی نہیں ہوئی ہے - ترکوں کا بیان ہے - کہ وہ قیدی خود بخود آگئے تھے - اور اب ہندوستان کو واپس جانا چاہتے ہیں -

مصر میں حیرت انگیز انکشافات لکسر - ۲۱ جنوری - شاہ توت انخ امان کے مقبرہ کا انکشاف دنیا کے لئے مجسمہ حیرت تھا - لیکن حال ہی میں ایک امریکن ماہر آثار قدیم نے جو یہاں کام کر رہا تھا - ایک اور عجیب و غریب انکشاف کیا ہے - جس نے سابق انکشاف کو مات کر دیا ہے - اس نے چار ہزار سال پہلے کی ایک مصری شاہزادی کا انکشاف کیا - جس کا جسم گودا ہوا ہے - یہ شاہزادی غالباً خاندان تھیبا کی اولین نسل کی شہرہ آفاق خوبصورت خواتین میں سے ہے - جو ۲۰۰۰ قبل مسیح میں بڑی شان سے رہتی تھیں - اس کے سینے اور گردن پر نہایت باریک اور عمدہ نیلے خط میں اس کی قومیت اور خاندان کا نام منقوش ہے - ماہرین مصریات کا خیال ہے کہ وہ شاہان منتھوہوتپ کی محبوب بیبیوں میں سے ہے - جسم حیرت انگیز طریق پر محفوظ اور دانت اور بال بالکل سلامت ہیں - گردن - کلائیوں - انگلیوں اور ٹخنوں پر خفیف نشانات مظہر ہیں - کہ شاہزادی مرنے کے بعد بھی مالا کنگن اور انگشتریاں پہنے ہوئے تھی - جن کو بعد میں لٹیروں نے اتار لیا - اس کی کمر نہایت پتلی ہے - جسم نازک اور [illegible] ہے - معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادی اوائل عمر میں رحلت کر گئی تھی - اس کے پیٹ پر لمبا باریک داغ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ اسے خطرناک عضوی بیماری لاحق ہوئی تھی - جس کا علاج اس زمانہ میں [illegible] سے کیا جاتا تھا - لاش کو قاہرہ میں بغرض تشخیص بھیجدیا گیا ہے -

ترکی پر یونانیوں کی چڑھائی قسطنطنیہ - ۱۹ جنوری ایک کمالی کمیونک مظہر ہے کہ یونانی دریائے مرتیضے پر افواج کا اجتماع کر رہے ہیں - اور کاراگاچ میں مضبوط افواج ٹھہرا رہے ہیں - اس کا اعلان ہے کہ یونانی دستہ نے دریائے مرتیضی کو عبور کر کے ترکی چوکیوں پر گولی بھی چلائی -

مغربی تھریس میں یونانی افواج کی نقل و حرکت قسطنطنیہ - ۲۱ جنوری مغربی تھریس میں یونانی افواج کی نقل و حرکت کے متعلق قسطنطنیہ کے سول گورنر اور نام ملیے نے اتحادی ہائی کمشنروں سے شکایت کی - اور لکھا ہے کہ یہ کارروائی مدانیہ عہد نامہ کی خلاف ورزی ہے -

بروسہ میں کمال پاشا کا خیر مقدم قسطنطنیہ ۲۰ جنوری کمال پاشا کا بروسہ میں شاندار اور کامیاب خیر مقدم کیا گیا -

امریکہ سے فرانس کے خلاف آواز واشنگٹن ۲۴ جنوری سینیٹر بوراہ نے جو سینیٹ کی مجلس تعلقات امور خارجہ کا رکن ہے - ایک طویل بیان شائع کیا ہے جس میں اس نے علانیہ روہر میں فرانس کی بے رحمانہ فوجیت پر اظہار نفرت کیا ہے - اور مطالبہ کیا ہے کہ جمہوریہ امریکہ سرکاری طور پر صدائے احتجاج بلند کرے -

زاغلول پاشا کا مقدمہ لنڈن - ۲۴ جنوری پریوی کونسل کی مجلس عالیہ نے آج اس عرضی کی سماعت کی جس میں زاغلول پاشا کی طرف سے جبل الطارق کی عدالت عالیہ کے احکام کے خلاف مرافعہ کیا گیا ہے - عدالت نے اس مقدمہ کی سماعت چند دن کے لئے معرض التوا میں ڈال دی ہے - تاکہ اس امر پر غور کیا جا سکے - کہ انگریزی قانون کا اطلاق جبل الطارق پر ہو سکتا ہے یا نہیں -

ایک عورت نے ایڈیٹر اخبار کو قتل کر دیا پیرس - ۲۲ جنوری - آج سہ پہر کو انارکسٹ (فوضیت پسند) عورت نے ایل ریکشن فرنکیس کے ایڈیٹر کو اخبار مذکور کے دفتر میں گولی کا نشانہ بنایا - اس کے بعد قاتلہ نے خودکشی کرنے کی ناکام کوشش کی -

فرانس کی جرمنی کو مہلت لنڈن - ۲۳ جنوری - فرانسیسی تجویز میں جرمنی کو مہلت دی گئی ہے - کہ ۱۹۲۳-۲۴ء میں جرمنی اڑھائی ارب کی رقم بطور نوٹ یا جنس ادا کرے -

شیخ سنوسی کا عراق عرب میں دورہ شیخ سنوسی ایک ہفتہ کے روز انگورہ سے دیار بکر کی جانب روانہ ہوگئے ہیں - وہاں سے وہ تمام عراق عرب میں دورہ کریں گے -

تین ہزار سال کا پرانا گوشت لکسر (مصر) جہاں فرعون توتنخ آمن کی قبر کھود کے نکالی گئی ہے تیس صدی پیشتر کا ڈبوں میں بند کیا ہوا گائے کا گوشت بھی برآمد ہوا ہے - آج کل اس مقام پر سیاحوں کا ہجوم ہو رہا ہے - جو اس گنبد عجائبات میں سے اشیاء کے نمونوں کو منتقل کرنے کے مسئلہ پر بے انتہا دلچسپی اور سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں - انہوں نے خود وہ ڈبے دیکھے ہیں - جن میں گوشت بھرا ہوا تھا - اور جس کے تازہ رکھنے کے لئے اس میں خوشبوئیں بھی ڈالی گئی تھیں - چند نہایت بے مثال برنجی شمعدان بھی دیکھے گئے جن میں ایک پر بتی بھی لگی ہوئی تھی - وہ بتی ابتک اچھی حالت میں موجود ہے

جرمنی سے امریکن فوج کی واپسی کوبلنز - ۲۴ جنوری - آج شام کو ایک امریکن فوج جرمنی سے روانہ ہوگئی ہے - ایک ہزار امریکن سپاہیوں کی جگہ ۵ ہزار فرانسیسی سپاہی مقرر کئے گئے ہیں -